بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

(رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵)

عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

# الفضل

قادیان — خطبہ نمبر ۸

یوم پنجشنبہ

جلد ۳۳ | ۲۲ ماہ تبلیغ ۱۳۲۴ ہش | ۸ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ | ۲۲ فروری ۱۹۴۵ء | نمبر ۴۵

## مدینۃ المسیح

قادیان ۲۱ ماہ تبلیغ۔ آج سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالےٰ چند روز کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔ حضور کے ہمراہ سیدہ ام وسیم صاحبہ سیدہ ام متین صاحبہ سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ ہیں۔ مکرم ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب ہمراہ گئے ہیں۔ مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب درد صبح کی گاڑی سے گئے تھے۔ حضور نے اپنے بعد حضرت مولوی شیر علی صاحب کو امیر مقامی اور حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو امام الصلوٰۃ مقرر فرمایا ہے۔ ۴ بجے شام بذریعہ فون لاہور سے اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ حضور چار بجے لاہور پہنچ گئے۔ سفر کے دوران میں عام طبیعت اچھی رہی۔ مگر معدہ کے مقام پر درد کی شکایت بدستور ہے۔ احباب صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

— حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

— حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کو پھنسی کی وجہ سے تکلیف بدستور ہے۔ اور ضعف کی شکایت بھی ہے۔ احباب سیدہ موصوفہ کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

— صاحبزادی نصیرہ بیگم صاحبہ بیگم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب کی طبیعت بخار کی وجہ سے ناساز ہے

# خطبہ جمعہ

## کسی بددیانت اور دروغگو کو جماعت احمدیہ میں نہیں رہنے دیا جائیگا

### از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۶ ماہ تبلیغ ۱۳۲۴ ہش مطابق ۱۶ فروری ۱۹۴۵ء

(مرتبہ۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی مولوی فاضل)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

مذہب صرف عقیدہ کا ہی نام نہیں عمل کا بھی نام ہے۔ اور اعمال کچھ شخصی ہوتے ہیں۔ اور کچھ قومی ہوتے ہیں۔ یعنی کچھ اعمال ایسے ہوتے ہیں۔ جنکا اثر افراد پر یا افراد کے اہل وعیال پر پڑتا ہے۔ اور کچھ اعمال ایسے ہوتے ہیں۔ کہ انکا اثر جلکے قوم پر پڑتا ہے۔ بعض جرائم ایسے ہیں۔ کہ ان کو لوگوں نے ناواجب طور پر

### سب سے بڑا گناہ

کہنا شروع کر دیا ہے۔ ناواجب سے میری مراد یہ نہیں کہ وہ بُرے نہیں بلکہ میری مراد یہ ہے۔ کہ وہ افعال سب سے بُرے نہیں۔ اور ان کی بُرائی بعض لحاظ سے اتنی خطرناک نہیں ہوتی۔ جتنی کہ بعض اور قسم کے افعال کی بُرائی خطرناک ہوتی ہے۔ مثلاً لوگوں میں قتل کو بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ اور جہاں تک قتل کی بُرائی کا سوال ہے یہ صحیح ہے۔ کہ یہ بہت بُرا فعل ہے۔ لیکن قتل کے مقابلہ میں جھوٹ اور بددیانتی کو اہمیت کو نہیں دی جاتی۔ حالانکہ

### جھوٹ اور بددیانتی

ایسے افعال ہیں جو قتل سے کم نہیں۔ ہزاروں آدمی ایسے ہونگے۔ جو کہ ایک قاتل سزا یافتہ کے ساتھ جو اپنی سزا بھگت کر آیا ہو۔ مثلاً اسے پھانسی کی سزا نہیں ملی۔ بلکہ اور کوئی سزا قید وغیرہ بھگت کر آیا ہے۔ تو لوگ اس کے ساتھ بیٹھنے اور اس کے ساتھ کھانے پینے میں کراہت محسوس کرینگے۔ حالانکہ اس سے پہلے اسی منٹ میں ایک جھوٹ بولنے والے اور بددیانتی کرنے والے انسان کے گلے میں باہیں ڈالے۔ اس سے پیار اور محبت کا اظہار کر رہے ہونگے۔ حالانکہ قاتل تو صرف ظالم ہے مگر جھوٹا اور بددیانت آدمی

### ظالم بھی ہے اور کمینہ بھی

ہے۔ اور پھر قتل ایسا جرم نہیں۔ جو عام ہوتا ہو۔ کیونکہ قتل میں آخر دوسرا انسان بھی تو اپنی حفاظت کرتا ہے۔ سوائے اس کے کہ کوئی دھوکہ سے قتل کرے۔ دھوکہ کے ساتھ کسی کو قتل کر دینا بہت کم ہوتا ہے۔ مثلاً زہر دیکر مار دینا۔ یا حیلہ بہانہ سے قتل کر دینا۔ اس قسم کے قتل کم ہوتے ہیں۔ زیادہ تر اس قسم کے قتل ہوتے ہیں۔ کہ دو آدمیوں میں لڑائی ہو گئی۔ دونوں نے ایک دوسرے کو مارنے کے لئے لٹھ اٹھایا۔ اور بسا اوقات دونوں کا منشا نہیں ہوتا۔ کہ دوسرے کو جان سے مار دیا جائے۔ بلکہ اکثر دفعہ دیکھا گیا ہے۔ کہ جب اسکے ہاتھ سے دوسرا مارا جائے۔ تو یہ خود گھبرا جاتا ہے۔ مگر باوجود اسکے طبائع اسکو زیادہ بُرا محسوس کرتی ہیں۔ حالانکہ نیت کے لحاظ سے بھی یہ صاف نیت تھا اسکا منشا نہیں تھا۔ کہ کسی کو قتل کر دے۔ لڑائی ہوئی اور اتفاقی طور پر اس سے قتل ہو گیا۔ مگر چونکہ اسکا مارنا ثابت ہوتا ہے۔ چونکہ اسکا لٹھ اٹھانا ثابت ہوتا ہے۔ اور چونکہ اسکا مقابلہ کرنا اور مارنا ثابت ہوتا ہے۔ اس لئے بنی نوع انسان یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اگرچہ اس نے دفاعی لڑائی لڑی لیکن یہ اس قتل کا ذمہ وار ہے۔ اس لئے لوگ اس سے نفرت کرتے ہیں۔ اور اسکے اس فعل کو بُرا مناتے ہیں۔ اس سے بھاگتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ مجلس میں بیٹھنے سے گھبراتے ہیں۔ سوائے ان چند لوگوں کے جو اسی ماحول میں پلتے ہیں۔ یا خود قاتل ہوتے ہیں۔ یا قاتل کے ساتھی ہوتے ہیں۔ ان کو چھوڑ کر باقی عام لوگ قاتل سے گھبراتے ہیں۔ ذرا مجلس میں کسی کے متعلق کہہ دو۔ کہ

### یہ شخص قاتل ہے

اسنے بالارادہ قتل کیا یا لڑائی لڑی۔ اور اس لڑائی میں فلاں کو قتل کر دیا۔ تو تمام انگلیاں اسکی طرف اٹھنی شروع ہو جائینگی۔ اور کانوں میں کھسر پھسر شروع ہو جائیگی۔ کہ اسنے قتل کیا تھا۔ اور ہر شخص اپنے آپ کو بچانے لگ جائیگا۔ تاکہ وہ اس قاتل کے ساتھ چھو کر گندا نہ ہو جائے۔ مگر اس سے زیادہ مجرم وہ ہے جو جھوٹا ہے۔ اس سے زیادہ مجرم وہ ہے جو بددیانت ہے۔ جو اسکی مجلس میں بیٹھتا ہے۔ اور یہ نہ صرف اسکی مجلس میں اسکے ساتھ بیٹھتا اور اس کے ساتھ محبت اور پیار کرتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات اسکی مدد کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ اسے کیا کہو گے ہیں اگر اسکو زیادہ عام کر دیں۔ تو تم میں سے بہتوں کے لئے اسکا جواب دینا مشکل ہو جائے مگر جو اس وقت یہاں بیٹھے ہیں۔ ان میں سے بیسیوں اور سینکڑوں ایسے ہونگے۔ جنکے دوست جھوٹ بولتے ہیں۔ اور یہ انکو برا نہیں مانتے۔ بلکہ ان کو اگر اپنے دوست کے جھوٹ کا پتہ لگ جائے۔ تو اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرینگے۔ خصوصاً لڑکوں میں یہ مرض بہت زیادہ ہوتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بظاہر بڑے بڑے دیانتدار نظر آنے والے آدمی جب اپنے دوست کے متعلق گواہی دینے آئیں تو ایسی باتیں کر کے بات کو ٹالنے اور پردہ ڈالنے کی کوشش کرنے لگتے ہیں "جی بات دراصل یوں ہے" اصل سوال کا جواب نہیں دینگے۔ اور کہینگے پہلے آپ میری بات سن لیں۔ بات دراصل یوں ہے اور بات یوں ہے"۔ کہنے سے انکا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اصل بات معلوم نہ ہو سکے۔ اور وہ ایک کہانی کے ریت کے میدان میں حقیقت کے دریا کو

شک کریں۔ برخلاف اس کے بلاواسطہ سیدھے طور پر وہ ہاں یا نہ میں جواب نہیں دینگے پہلا فقرہ انکا یہی ہوگا کہ "جی میں تہانوں گل دساں" (یعنی میں آپ کو اصل بات بتاؤں) یہ نہیں کہ جب اس سے پوچھا جائے کہ کیا فلاں شخص نے فلاں کو مارا تو وہ اس کے جواب میں ہاں یا نہ کہے بلکہ اپنی گواہی کو ان الفاظ سے شروع کریگا کہ "پہلے میرے کولوں گل سنوں"۔ (یعنی پہلے میری بات سن لیں) اور یکدم ایک لمبا قصہ شروع کر دیگا تاکہ اس قصہ میں اصل بات کو ضائع کر دے وہ سیدھا جواب دینے کیلئے تیار نہیں ہوگا کہ ہاں یوں ہے یا یوں نہیں ہے۔ یہ تو سچے کا حال ہوتا ہے اور جو جھوٹ بولنے والا ہوتا ہے وہ تو صاف جھوٹ بول دیتا ہے۔ حالانکہ کوئی قوم اسوقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جبتک کہ اس کے اندر سچائی پیدا نہ ہو۔ اور جبتک اس کے اندر دیانت پیدا نہ ہو۔ سچائی اور

## دیانت کے بغیر

ہرگز کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے ہزاروں عیبوں میں سے جو عیب چنا ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہ لوگ بددیانت ہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ اگر تم کسی یہودی کے پاس اپنا روپیہ رکھو تو جب تک تم اس کے سر پر کھڑے رہو اس وقت تک وہ اقرار کریگا کہ ہاں تمہارا روپیہ میرے پاس ہے۔ ذرا تم اس سے جدا ہوئے تو وہ اس کا انکار کر دے گا۔ تو یہودیوں کے ہزاروں عیوب میں سے یہ عیب سب سے زیادہ نمایاں ہے۔ کہ ان کے اندر بددیانتی پائی جاتی ہے۔ باقی تمام عیوب اس کے ماتحت آجاتے ہیں۔ پس جب کسی قوم میں

## بددیانت لوگ

پیدا ہو جائیں تو اس قوم پر کبھی اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بددیانتی ہی کی وجہ سے ہے۔ کہ ہر قوم یہودیوں سے آنکھ چراتی ہے انگریز بظاہر یہودیوں کی جلاوطنی سے چڑتے ہیں مگر خود انگلستان میں زبردست سوسائٹیاں بنی ہوئی ہیں کہ یہودیوں کو ملک سے نکالدیا جائے۔ کیونکہ یہ

## بددیانت اور جھوٹ بولنے والے

لوگ ہیں۔ تو یہ بددیانتی اور جھوٹ ہی ہے۔ جسکی وجہ سے قوم مغلوب ہوتی ہے۔ ہندوستان کی ساری بدقسمتی اور خرابی کی وجہ یہی ہے کہ ہندوستان کے لوگوں میں سچ نہیں پایا جاتا۔ دیانت اور امانت نہیں پائی جاتی کسی ہندوستانی کے ہاتھ اگر کچھ روپیہ آجائے تو وہ یہی کوشش کریگا کہ کسی طرح اسے کھا جاؤں۔ اور یہ روپیہ واپس نہ جانے پائے۔ اکثر ہندوستانی گواہی میں جھوٹ بول جاتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

## منافق کی علامت

یہ ہے۔ کہ اذا اؤتمن خان کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ اس میں خیانت کرتا ہے۔ واذا حدث کذب جب بولتا ہے۔ تو جھوٹ بولتا ہے۔ تو جو قوم منافق ہو۔ وہ کبھی غالب ہو ہی نہیں سکتی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ منافق کو دوزخ کے ذلیل ترین مقام میں رکھا جائیگا۔ فی الدرک الاسفل من النار فرمایا کہ دوزخ میں بھی جو سب سے نچلا درجہ ہے۔ منافق کو وہاں رکھا جائیگا۔ گویا خدا تعالیٰ

## منافقوں کے ساتھ کفار سے بھی سخت معاملہ

کریگا اور ان کو ذلیل ترین عذاب میں مبتلا کیا جائیگا اس لئے کہ کافر کی وجہ سے تو کافر کو ہی نقصان پہنچتا ہے۔ مگر منافق کی وجہ سے مسلمانوں کو بھی نقصان پہنچتا ہے۔ ہندوستان کے لوگ شور مچاتے ہیں کہ انگریزوں نے ہمیں یہ نقصان پہنچایا۔ اور وہ نقصان پہنچایا۔ انگریزوں نے بھلا ان کو کیا نقصان پہنچانا تھا واقعہ یہ ہے۔ کہ ہندوستان کی بڑی بھاری بدقسمتی یہی ہے۔ کہ یہاں کے لوگوں کے اندر جھوٹ اور بددیانتی پائی جاتی ہے۔ یہاں کی کوئی ایک چیز بھی معیار کے مطابق نہیں ہر چیز بے معیاری اور ہر چیز میں پردہ ہے۔ اگر کسی انگریزی فرم میں چلے جاؤ تو وہ ناقص چیز نکال کر الگ پھینک دیگا۔ اور اچھی چیز آپ کے سامنے رکھیگا۔ اور بعض تو ایسے ہیں کہ سال کے بعد ناقص اور خراب چیزوں کو نکال کر باہر پھینک دیتے ہیں مگر ایک ہندوستانی کٹے ہوئے تھان کو بڑے اہتمام سے لپیٹ لپاٹ کر ناقص حصہ چھپا دیگا اور اچھا حصہ آپ کے سامنے رکھیگا۔ اور جب آپ اس کو گھر لا کر دیکھیں کہ وہ خراب ہے۔ اور آپ اسے واپس کرنے جائیں تو وہ صاف انکار کر دیگا کہ میں نے تو آپ کو یہ نہیں دیا آپ کو غلطی لگتی ہے۔ شاید آپنے کسی اور دوکان سے خریدا ہوگا۔ اور اس بددیانتی کی وجہ سے خوش ہوگا۔ کہ میں نے اپنا ناقص مال چلا دیا۔ پس

## قومی تنزل کی بنیاد

جھوٹ اور بددیانتی ہے۔ جو قوم جھوٹ اور بددیانتی کو مٹا نہیں سکتی اور اس کے باوجود وہ یہ سمجھتی ہے کہ اسے ترقی اور عزت حاصل ہو جائیگی تو اس کا یہ خیال ایسا خام خیال ہے جیسے ایک بچہ کا یہ خیال کہ وہ چاند کے پاس پہنچ جائیگا یا ستاروں کے پاس پہنچ جائیگا۔ جس طرح ایک بچہ کی چاند یا ستاروں تک پہنچنے کی خواہش ناکام رہتی ہے۔ اور اسکی یہ مراد پوری نہیں ہو سکتی اسی طرح وہ قوم جس کے اندر جھوٹ اور بددیانتی پائی جاتی ہے۔ اور اس کے باوجود وہ یہ امید رکھتی ہے کہ اسے ترقی اور عزت حاصل ہوگی اس کی یہ امید کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی اور کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منافق کی یہ دو علامتیں بیان فرمائی ہیں۔ کہ جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو وہ بددیانتی کرتا ہے۔ اور جب بات کرے تو جھوٹ بولتا ہے مگر ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ حال تھا کہ آپ کا دشمن بھی اقرار کرتا تھا کہ آپ جھوٹ نہیں بولتے۔ ایک تو کسی کے متعلق یہ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا اور ایک یہ کہ وہ سچائی کیلئے مشہور ہوتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق یہی نہیں کہ دشمن یہ اقرار کرتا تھا کہ آپ جھوٹ نہیں بولتے بلکہ آپ سچائی کیلئے مشہور تھے اور یہ اسوقت کی بات ہے جب آپ پر وحی نازل ہونا شروع نہیں ہوئی تھی۔ لوگوں کو آپ کی سچائی پر اس قدر اعتبار تھا کہ جب آپ پر وحی نازل ہوئی کہ لوگوں کو ہدایت کی طرف بلاؤ تو آپ نے ایک پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر مکہ کے لوگوں کو بلانا شروع کیا اونچا پہاڑ تو نہیں تھا پہاڑ تو اس علاقہ میں ہوتے ہی نہیں ایک ٹیلہ تھا جس کا نام ابوقبیس ہے اس پر کھڑے ہو کر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے لوگوں کو بلانا شروع کیا کہ اے فلاں قبیلہ کے لوگو ادہر آؤ اور اے فلاں قبیلہ کے لوگو تم بھی ادہر آؤ جب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں تمہیں کہوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک بہت بڑا دشمن تم پر حملہ کرنے کیلئے جمع ہے تو کیا تم میری بات مان لوگے اب بظاہر یہ بات ناممکن تھی اس لئے کہ اس ٹیلہ کے پیچھے میدان تھا جس میں کھڑی ہونے والی فوج نظر آ سکتی تھی اور ہر دیکھنے والا شخص اگر بتا سکتا تھا کہ وہاں فوج کھڑی ہے۔ پھر یہ کس طرح ممکن تھا کہ اتنی بڑی فوج وہاں جمع ہو جہاں پانی وغیرہ کا بھی کوئی انتظام نہیں۔ اور کسی کو نظر بھی نہ آئے پس بظاہر یہ ناممکن تھا کہ اتنی بڑی فوج وہاں جمع ہو۔ اور مکہ والوں کو اس کا علم نہ ہو جیسے خود رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کا مکہ والوں کو پتہ لگ گیا تھا اور پھر مکہ پر کسی کے حملہ کرنے کا خیال بھی ان لوگوں کے دل میں پیدا نہیں ہو سکتا تھا۔ کیونکہ مکہ تمام عرب کے نزدیک ایک متبرک مقام تھا اور مذہبی طور پر لوگ اس کا احترام کرتے تھے اس لئے مکہ پر حملہ کرنیکا خیال بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن آپنے فرمایا کہ اگر میں تمہیں خبر دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے ایک لشکر تم پر حملہ کرنے کیلئے تیار کھڑا ہے تو کیا تم میری بات مان لوگے تو انہوں نے کہا کہ ہاں ہم مان لینگے گویا ان کو آپ کی سچائی پر اتنا اعتبار اور اتنا اعتماد تھا کہ انہوں نے کہا کہ اگر آپ اس قسم کی ناممکن بات بھی کہیں تو ہم اس کو رد نہیں کرینگے اور اسے مان لینگے۔ مگر جس وقت آپنے فرمایا کہ اگر تم کو مجھ پر اتنا اعتبار اور اتنا اعتماد ہے۔ تو میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس کام کیلئے مقرر فرمایا ہے کہ میں تمہیں تنبیہ کر دوں کہ

## خدا تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ

اور اگر تم باز نہیں آؤ گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراؤ گے تو وہ تمہیں عذاب دیگا۔ تو یہ سنکر وہ یہ کہتے ہوئے چلے گئے کہ بیچارہ پاگل ہو گیا ہے تو جہانتک رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا سوال تھا۔ مکہ والے باوجود اسکے کہ وہ آپ کے دشمن تھے پھر بھی وہ آپ کی سچائی کا یہانتک اقرار کرتے تھے کہ آپکی طرف سے پیش ہونے والی ایک فرضی اور بظاہر ناممکن بات ماننے کیلئے بھی آمادگی کا اظہار کرتے تھے۔ کہ ہم ایسی ناممکن بات بھی مان لینگے۔ کیونکہ ہمیں یقین ہے۔ کہ آپ کبھی جھوٹ نہیں بولتے۔ اسیطرح

## قیصر روما

نے جب ابوسفیان کو اپنے دربار میں بلا کر اس سے پوچھا کہ کیا محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اور اس کے ساتھی جھوٹ بولتے ہیں۔ اور کیا انہوں نے تمہارے ساتھ کبھی جھوٹا معاہدہ کیا ہے تو ابوسفیان نے کہا کہ ان کے پچھلے افعال کے متعلق تو میں کوئی گرفت نہیں کر سکتا اب انہوں نے ایک معاہدہ کیا ہے دیکھیں وہ عہد شکنی کرتے ہیں یا نہیں کرتے

تو تیمر نے کہا آئندہ کا جانے دو۔ جب اس نے پیچھے تمہارے ساتھ عہد شکنی نہیں کی تو یہی اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ وہ آئندہ بھی نہیں کریگا۔ تو

**شدید سے شدید دشمن**

کو بھی جو آپ سے لڑائی کر رہا تھا۔ یہ جرأت نہیں تھی۔ کہ وہ آپ کے متعلق یہ کہے۔ کہ آپ نے کبھی جھوٹ بولا۔ یا کوئی معاہدہ کیا۔ اور اس میں عہد شکنی کی۔ یہی وہ چیز تھی۔ کہ مسلمان جب کسی ملک میں بھی جاتے تو وہاں کے لوگ ان کا اس طرح استقبال کرتے۔ کہ اپنے رشتہ داروں کا بھی اس طرح استقبال نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ وہ جانتے تھے۔ کہ یہ وہ قوم ہے۔ جو جھوٹ نہیں بولتی۔ یہ وہ قوم ہے جو دیانتدار ہے۔ اور یہ وہ قوم ہے کہ جب معاہدہ کرے۔ تو اسے پورا کرتی ہے۔ دنیا تو آخر امن چاہتی ہے۔ اگر اسے حقیقی امن نصیب ہو جائے۔ تو جس کے ذریعہ سے اسے امن نصیب ہوگا۔ خواہ وہ اسکا دشمن ہی ہو دنیا اس کو مان لیگی۔ (احمدی اپنے اپنے رنگ میں اخلاص دکھاتے رہے ہیں۔

**ایک احمدی مغلا نام**

تھا۔ شروع شروع میں یہاں آکر بھی رہا ہے۔ نوجوان احمدی تھا۔ غالباً حضرت خلیفہ اول رضؓ کے آخری زمانہ میں یا میرے شروع زمانہ میں احمدی ہوا تھا۔ جھنگ کا رہنے والا تھا۔ جب وہ احمدی ہو کر واپس گیا۔ تو اس کے بھائیوں اور باپ نے اس کی بہت مخالفت کی۔ اور اسے مارا پیٹا۔ سارے علاقے نے کہہ دیا کہ مغلا کافر ہو گیا ہے۔ مدتوں تک اس پر ظلم ہوتے رہے۔ اس علاقہ میں جانوروں کی چوری کا عام رواج ہے۔ جیسے گوجرانوالہ اور گجرات میں بھی

**جانوروں کی چوری**

کو فن سمجھا جاتا ہے۔ ان علاقوں میں ایسی ایسی قومیں بھی ہیں۔ جن میں یہ رواج ہے۔ کہ اس وقت تک لڑکے کے سر پر پگڑی نہیں پہنائی جاتی۔ جب تک بھینس چرا کر بہن کو نہ دے۔ گویا یہ بھی ان کے شرفاء کے اعلےٰ اخلاق میں سے ہے۔ کہ وہ چوری کا فن جانتا ہو۔ چنانچہ گوجرانوالہ کے ایک ڈپٹی کمشنر نے گورنمنٹ کو رپورٹ کی تھی۔ کہ اس علاقہ میں ہر شخص چوری کرتا ہے۔ اس لئے اسکو چوری کہنا درست ہی نہیں۔ ان لوگوں میں چوری کرنا ایک قومی رسم اور کھیل سمجھا جاتا ہے۔ جیسے کبڈی کھیلتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کو گرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس طرح ان علاقوں میں چوری بھی ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ اور اسکو ذلیل نہیں سمجھا جاتا۔ اگر کوئی بھینس چرا لائے تو کہتے ہیں بہت اچھا کیا بڑی بہادری دکھائی۔ بہن کو جب تک بھائی چوری کی بھینس لا کر نہ دے۔ اس وقت تک اس کے سر پر پگڑی نہیں باندھتے پھر دوسرے اس چوری کا پتہ بھی لگاتے ہیں۔ اور کھوج کا ملکہ بھی ان میں پایا جاتا ہے۔ تو مغلا کے بھائی بھی ان امراض میں مبتلا تھے۔ اور جانور چوری کر کے لائے تھے۔ جن کی چوری ہوتی۔ وہ بھی کھوج لگا کر وہاں پہنچ جاتے۔ لوگ ان کو جمع کر کے پوچھتے۔ کہ یہ تمہارے پیچھے کھوج لائے ہیں۔ کہ تم جانور چرا کر لائے ہو۔ وہ قسمیں کھا دیتے۔ کہ ہم تو نہیں لائے۔ اس پر وہ کہتے کہ اچھا پھر مغلے سے پوچھو۔ اگر وہ کہہ دے کہ تم نہیں لائے۔ تو ہم مان لیں گے۔ باپ اور بھائی مغلے سے کہتے۔ کہ دیکھو اگر تم سچی گواہی دو گے۔ تو ہماری بہت ذلت ہوگی۔ تم ہماری خاطر کہہ دو کہ نہیں لائے ورنہ تمہیں ماریں گے۔ وہ کہتا تم لائے تو تھے پھر میں کس طرح کہہ دوں کہ تم نہیں لائے۔ وہ کہتے لانے کا سوال نہیں۔ تم ہماری خاطر کہہ دو کہ نہیں لائے۔ وہ کہتا یہ تو میں نہیں کہونگا۔ جب تمہیں معلوم ہے۔ کہ میں

**سچی گواہی**

دونگا۔ تو پھر تم میری گواہی کیوں دلواتے ہو۔ وہ کہتے تمہارے بغیر وہ مانتے نہیں۔ اور اسے مجبور کر کے لے جاتے۔ مجلس میں جا کر جب اسے گواہی کے لئے پیش کرتے۔ تو وہ کہہ دیتا۔ کہ میں تو تمہارے نزدیک کافر ہوں۔ تم کافر سے کیوں گواہی لیتے ہو۔ وہ کہتے ہو تو تم کافر لیکن بولتے سچ ہو۔ اسلئے اگر تم کہہ دو کہ تمہارے بھائی جانور چرا کر نہیں لائے۔ تو ہم واپس چلے جائینگے۔ اور اگر کہہ دو گے کہ لائے ہیں۔ تو پھر انکو دینے پڑینگے۔ پھر وہ جواب دیتا کہ میں تو تمہارے نزدیک کافر ہوں۔ میں گواہی نہیں دینا چاہتا۔ آخر جب دونوں طرف سے اصرار ہوتا تو یہ کہہ دیتا۔ کہ ہاں لائے تو تھے۔ بھینس ڈھونڈ لو۔ کہ ان کی بھینس مل جاتی۔ اور اسکو ڈنڈے پڑتے یہ وہ نمونہ ہے۔ جس کے ذریعہ غیر قوم بھی مرعوب ہو جاتی ہے۔ اب خواہ وہ اسکو مارتے تھے۔ لیکن جس مجلس میں یہ ذکر ہوتا ہوگا۔ کہ مغلا ہے تو کافر پر ہے بڑا سچا۔ تو اس مجلس میں جتنی

**صادق روحیں اور نیک فطرتیں**

ہونگی۔ وہ یہی کہتی ہونگی۔ کہ کاش یہ کفر ہمیں بھی نصیب ہو جائے) حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

کہ لوگ مجھے کافر کافر کہتے ہیں میرا قصور کیا ہے جس کی وجہ سے وہ مجھے کافر کہتے ہیں۔ مجھے تو یہی نظر آتا ہے کہ

**خدا کے بعد محمد**

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت بے انتہا طور پر میرے اندر پائی جاتی ہے۔ اگر وہ اس کی وجہ سے مجھے کافر کہتے ہیں۔ تو خدا کی قسم میں سب سے بڑا کافر ہوں۔ اب جو راستباز اور صادق روحیں ہونگی۔ وہ تو یہی کہیں گی کہ اگر یہ کفر ہے۔ اگر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عاشق کافر ہے۔ تو خدایا ہمیں بھی ایسا کافر بنا دے۔ کیونکہ سعید الفطرت انسان سمجھتے ہیں۔ کہ روح کی صفائی اور پاکیزگی اور روحانی ترقی جب اسی میں ہے۔ تو یہی چیز ہم چاہتے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ گندی چیز ہمیں ملے۔ تو جب کسی انسان کے اندر سچائی اور دیانت پائی جائے۔ تو دنیا خواہ اسکے ساتھ کتنا ہی

**تعصب اور بغض**

رکھے۔ مگر اسکو کوئی حقارت کی نگاہ سے دیکھ سکتا۔ اور کتنا ہی شدید سے شدید دشمن کیوں نہ ہو۔ وہ اس چیز سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ تو اللہ تعالےٰ نے ہماری جماعت کے اندر ایسا اخلاص اور ایسا تقوےٰ پیدا کر دیا تھا۔ کہ ابتدائی ایام میں شدید سے شدید دشمن بھی اس بات کو تسلیم کرتا تھا۔ کہ اگر احمدی کسی بات کے متعلق گواہی دے گا۔ تو ہم مان لیں گے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں۔ کہ یہ کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ اور اگر ہم احمدی کے پاس امانت رکھیں گے۔ تو وہ کبھی ضائع نہیں ہوگی۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں۔ کہ وہ کبھی خیانت نہیں کریگا۔

**دلی کا ایک مشہور خاندان**

ہے۔ جو طب کی وجہ سے بہت مشہور ہے۔ لیکن حق یہ ہے۔ کہ اتنی عزت انہوں نے اپنے شہر میں اس فن کی وجہ سے حاصل نہیں کی۔ جتنی عزت کہ دیانت کی وجہ سے اس کو حاصل ہوئی۔ حکیم اجمل خان صاحب اسی خاندان میں سے تھے۔ یہ خاندان دیانت کی وجہ سے اتنا مشہور تھا۔ کہ

**غدر کے موقعہ پر**

جب سخت گڑبڑ ہوئی۔ تو لوگ وہاں سے بھاگ گئے۔ کہا تو یہی جاتا ہے۔ کہ انگریزوں نے ظلم نہیں کیا۔ لیکن حق یہ ہے کہ اس وقت انگریزی فوج نے لوٹ مار اور قتل وغارت میں کوئی کمی نہیں کی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پہلے ہندوستانیوں نے ان کے ساتھ بُرا سلوک کیا۔ اور ان پر ظلم کئے جسکے بدلہ میں پھر انگریزوں نے کئی قسم کے مظالم توڑے۔ انہوں نے ضرور بدلہ لیا اور سخت لیا۔ ہم نے تو د سنا ہے غیروں سے کیا۔ ہماری اپنی نانی [illegible] مرحومہ سنایا کرتی تھیں۔ کہ میری عمر اس وقت آٹھ نو سال کی تھی۔ ہماری آنکھوں کے سامنے سپاہی ہمارے مکان کے اندر گھسے۔ اس مکان کے اندر ہمارے والد کئی ماہ کے بیمار لیٹے ہوئے تھے۔ جو غدر میں گھر سے بھی نہ نکلے تھے۔ اور نہ نکل سکتے تھے۔ ایک شخص نے ان کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ بھی غدر میں شامل تھا۔ اور اسپر سپاہیوں نے ان کو مار دیا۔ پھر یہ بھی ہم نے سنا ہے کہ بعض بچوں کو ان کی ماؤں کے سامنے کرچیں اور برچھے مار مار کر مار دیا گیا۔ بیشک ابتدا میں ہندوستانیوں نے بھی انگریزوں سے ایسا ہی سلوک کیا تھا۔ لیکن یہ کہ انگریزوں نے ان کے مقابلہ میں محبت کا نظارہ دکھایا۔ یہ بالکل غلط ہے۔ انگریزی فوج نے بھی اسکے مقابلہ میں وہ مظالم توڑے۔ کہ ان واقعات کو سنکر دل بیٹھنے لگ جاتا ہے۔ بے گناہ لوگ مارے جاتے تھے۔ اور کھلے بندوں لوٹے جاتے تھے۔ سپاہی گھروں کے اندر گھس جاتے اور عورتوں کی بے حرمتی کرتے۔ اسلئے لوگ اپنی عورتیں اور بچے لے کر بھاگ رہے تھے۔ کہ کسی طرح شہر سے نکل کر گاؤں میں پہنچ جائیں اور چھپ جائیں۔ اس وقت طبیبوں کا یہ خاندان جو دیانت میں مشہور ہے۔ اسکے بزرگ اس وقت مہاراجہ پٹیالہ کے طبیب تھے۔ چونکہ مہاراجہ پٹیالہ انگریزوں کے ساتھ تھے۔ اسلئے انہوں نے یہ مطالبہ کیا کہ یہ ہمارے طبیب ہیں۔ ان کی ہمارے دل میں عزت ہے۔ انکے گھر کو نہ لوٹا جائے چنانچہ پٹیالہ کی فوج انکے گھر کے پہرہ پر مقرر کر دی گئی تھی۔ اسوقت جو لوگ بھاگ رہے تھے وہ انکے دروازے کے آگے سے گزرتے تھے اور اپنے زیور اور روپوں کی پوٹلیاں انکی ڈیوڑھی میں پھینک جاتے تھے سینکڑوں لوگ ایسے تھے جنہوں نے [illegible] روپوں اور زیورات کی تھیلیاں انکے ہاں [illegible]

وہ پوٹلیاں جنکا کوئی گواہ نہ تھا۔ وہ پوٹلیاں جو کسی کے ہاتھ میں نہیں دی گئیں تھیں۔ بیس برس بعد آکر ویسی کی ویسی لے گئے۔ اس قسم کی امانت ہے جو لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کرتی ہے۔ چنانچہ آج تک اس خاندان کی جو عظمت دہلی کے لوگوں کے دلوں میں ہے۔ اور اس خاندان کا جو ادب و احترام لوگوں میں پایا جاتا ہے۔ یہ خالی اس بات کی وجہ سے نہیں کہ یہ بڑے طبیب ہیں۔ بلکہ یہ ادب احترام اس بات کی وجہ سے بھی ہے کہ انکے خاندان نے ایک وقت دیانت کا نہایت اعلےٰ نمونہ دکھایا تھا۔ پس اعلےٰ درجہ کی دیانت کا جو نمونہ اس خاندان نے دکھایا ہے۔ اس کی وجہ سے اس خاندان کی عزت اور عظمت کم از کم پوتوں تک تو جائیگی چاہے دیسی طب کا کوئی مخالف ہو اور چاہے ڈاکٹری علاج کرائے مگر دلی کا رہنے والا اس خاندان کی عظمت کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیونکہ اس نے اس خاندان کی

**دیانت اور شرافت**

کا حال سنا ہوا ہے۔ کچھ مدت کے بعد پھر خرابیاں شروع ہو جاتی ہیں اور لوگ بھول جاتے ہیں وہ اور بات ہے۔ کم از کم یہ اثر ان کے پوتوں تک تو جائیگا۔ پس دیانت اور سچائی ایسی چیزیں ہیں کہ ان کے بغیر کسی قوم کا رعب قائم نہیں ہو سکتا۔ مسلمانوں میں

**امانت اور قول کی پاسداری**

اتنی شاندار تھی کہ اس کی مثال نہیں ملتی حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک قتل کا مقدمہ پیش ہوا اور قاتل کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا جب اسے قتل کرنے لگے تو اس نے کہا میرے پاس یتیموں کی امانتیں ہیں اگر میں مارا گیا تو بے چارے یتیم جن کی امانتیں میرے پاس جمع ہیں ساری عمر بھوکے مرینگے مجھے اجازت دی جائے کہ میں ان کی امانتیں ان کے سپرد کر آؤں۔ تھا وہ بادیہ کا رہنے والا۔ قاضی نے کہا کہ تمہارا کوئی ضامن بھی ہے۔ کہ تم وقت پر پہنچ جاؤ گے اور اگر نہ آؤ تو ہم اسے پکڑیں۔ غالباً خود حضرت عمرؓ ہی کی مجلس تھی۔ اس نے ادہر ادہر دیکھا اور

**حضرت ابوذر غفاریؓ**

پر اس کی نظر پڑی اور کہا کہ یہ میرے ضامن ہیں۔ اُن سے پوچھا گیا کہ کیا آپ اس کی ضمانت دیتے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں۔ چنانچہ اس کو تاریخ دے دی گئی اور وہ چلا گیا جب مقررہ دن آیا تو پھر مدعی بدلہ لینے کے لئے آموجود ہوئے دوسرے لوگ بھی جمع ہو گئے سزا کا جو وقت مقرر تھا وہ وقت قریب ہو رہا تھا۔ لیکن اس شخص کا کہیں نام و نشان نہیں تھا۔ تب صحابہؓ میں گھبراہٹ شروع ہوئی کہ ایک مخلص صحابی مارا جائیگا۔ کیونکہ وہ ضامن تھا۔ بعض نے پوچھا ابوذر جانتے ہو وہ تھا کون؟ اتنی دیر ہو گئی ابھی تک وہ آیا نہیں۔ انہوں نے جواب دیا مجھے نہیں پتہ کون تھا۔ لوگوں نے حیران ہو کر پوچھا کہ تمہیں پتہ نہیں تھا کہ وہ کون ہے۔ تو پھر تم نے ضمانت کیوں دی۔ ابوذر نے کہا اس نے جو اتنے آدمیوں کا منہ دیکھ کر ان میں سے اپنی ضمانت کے لئے مجھے چنا تو کیا میں اس پر بے اعتباری کرتا؟ اس نے مجھ پر اعتبار کیا میں نے بھی اس پر اعتبار کیا جب اس نے میرے متعلق یہ سمجھا کہ یہ وہ شخص ہے جو ایک اجنبی کی خاطر جان دیدیگا تو میں کس طرح اس کی بات کو رد کرتا میں نے بھی ضمانت دے دی جب مقررہ وقت آگیا اور لوگ سمجھنے لگے کہ ضامن کو سزا دینے کے بغیر کوئی چارہ نہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا اتنا تیز آرہا ہے۔ کہ گرد میں سوار کا پتہ نہ لگتا وہ گرد قریب ہوتی گئی اور مجمع کے قریب آکر سوار گھوڑے پر سے اترا وہ اتنی تیزی سے گھوڑا دوڑاتا ہوا آرہا تھا کہ جونہی اس نے گھوڑے پر سے چھلانگ لگائی گھوڑا زمین پر گرا اور گرتے ہی دم توڑ دیا۔ اور یہ وہی شخص تھا جس کے لئے یہ دن قصاص کے لئے مقرر تھا۔ لوگوں کو یہ اطمینان ہو گیا۔ کہ ابوذرؓ کی جان بچ گئی۔ کسی شخص نے اس شخص سے پوچھا میاں تم آ کس طرح گئے تمہارے متعلق تو معلوم ہوا ہے۔ کہ یہاں کوئی تمہارا واقف ہی نہیں۔ ابوذرؓ جس نے تمہاری ضمانت دی تھی اس کو بھی پتہ نہیں تھا۔ کہ تم کون ہو دوستی اور تعلقات کا آخر لحاظ اور شرم ہوتی ہے۔ کہ کسی دن پکڑ لینگے لیکن تمہیں تو کوئی جانتا ہی نہیں تھا تم کس طرح آگئے۔ اس نے آگے سے جواب دیا کہ ایک شخص جو مجھے جانتا ہی نہیں تھا اس نے جب میری خاطر اپنی جان کی پرواہ نہ کی اور میری ضمانت دیدی تو کیا میں اتنا ہی بے حیا تھا کہ نہ آتا اور اسکی جان کی پرواہ نہ کرتا۔ مجھے آنے میں کچھ دیر ہو گئی اس لئے میں اتنی تیزی سے گھوڑا دوڑاتا آیا تھا کہ مجھے اسکی پرواہ نہیں تھی کہ گھوڑا بچتا ہے یا مرتا ہے جب

**دونو طرف کی شرافت**

کا یہ نظارہ مدعیوں نے دیکھا تو انہوں نے بھی آگے بڑھ کر کہدیا کہ ہم اپنا قصاص معاف کرتے ہیں۔ ہم بدلہ لینا نہیں چاہتے اس کو معاف کیا جائے یہ وہ شرافت تھی۔ یہ وہ ایمان تھا۔ یہ وہ سچائی اور یہ وہ دیانت تھی جس نے مسلمانوں کے نام کو بلند کیا اور ہمیشہ کیلئے دنیا میں انکی عزت قائم کردی۔ جو لوگ یہ نمونہ دکھاتے ہیں وہ قوم کو چار چاند لگا دیتے ہیں اور جو لوگ یہ نمونہ نہیں دکھاتے وہ قوم کا گلا کاٹنے والے ہوتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ لوگوں کو یہ شبہ ہوگا کہ جماعت کو ترقی کس طرح ہوگی اور اموال کس طرح آئینگے لیکن مجھے یہ شبہ نہیں میں جانتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کام ہے اور خدا تعالیٰ ہی تبلیغ کیلئے جن جن سامانوں کی ضرورت ہے۔ وہ سامان مہیا فرمائیگا۔ پس مجھے یہ فکر نہیں کہ اموال کہاں سے آئینگے بلکہ مجھے یہ فکر ہے۔ کہ کیا جماعت میں وہ لوگ ہونگے یا نہیں ہونگے جو دیانتداری سے اموال استعمال کریں۔ مجھے اسکے متعلق تو شبہ ہی نہیں کہ اموال کہاں سے آئینگے۔ اموال بھیجنا خدا کا کام ہے۔ اور خدا یہ کام ضرور کریگا۔ مجھے تو یہ ڈر ہے۔ کہ جماعت اپنے فرض کو ادا نہیں کر سکیگی کیونکہ ان اموال کو سنبھالنے کیلئے [illegible] دیانتدار آدمیوں کی ضرورت ہے۔ جو ان اموال کو صحیح رنگ میں استعمال کرنے والے ہوں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ آج جبکہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اموال بڑھ رہے ہیں یہ

**کوڑھ کا مرض**

جماعت میں پیدا ہو رہا ہے۔ یہ ذلیل ترین مرض میں مبتلا کر دینے والے کیڑے جماعت میں پیدا ہو رہے ہیں۔ اور دیانت کا وہ معیار اب بعض شخصوں میں نہیں رہا جو پہلے تھا۔ وہ معیار نہیں رہا جو ہونا چاہیئے تھا۔ وہ معیار نہیں رہا جس سے قومی شرافت اور عزت پیدا ہوتی ہے اور وہ معیار نہیں رہا جس سے قومیں ترقی کرتی ہیں۔

**بعض نوجوانوں کے ہاتھ میں**

اگر سلسلہ کا روپیہ آجائے جو سلسلہ کے ملازم ہیں تو وہ اس روپیہ کو بجائے سلسلہ کے کاموں پر خرچ کرنیکے اسے کھانے کیطرف دوڑ پڑتے ہیں سلسلہ کے ملازموں میں بھی بعض ایسے غداروں کا ثبوت ملا ہے۔ اور چندہ لینے والوں میں بھی بعض ایسے آدمیوں کا ثبوت ملا ہے جو دیانتداری سے کام نہیں لیتے۔ اگر طاعون کسی کے گھر کے پاس آجائے یا اس کے گھر میں آجائے۔ اور اس کے کسی عزیز کو طاعون ہو جائے تو جتنی گھبراہٹ اور جتنا خطرہ اس سے ہوتا ہے۔ اس سے ہزاروں گنا زیادہ اس

**ذلیل ترین مرض سے خطرہ**

اور گھبراہٹ ہونی چاہیئے۔ وہ طاعون تو ایک آدمی یا ایک گھر کو تباہ کرتی ہے۔ لیکن یہ طاعون اتنی خطرناک ہے کہ ساری قوم کو تباہ کر دیتی ہے۔ جس طرح اس طاعون کے چوہوں کو بلوں میں مارا جاتا ہے۔ اسی طرح جبتک تم اس طاعون کے چوہوں کو ان کے بلوں میں روحانی طور پر نہیں مار دوگے۔ اس وقت تک یہ امید رکھنا کہ تم اس خطرناک اور ذلیل ترین مرض سے بچ جاؤ گے۔ اور اس وقت تک تمہارا یہ امید رکھنا کہ تم ترقی حاصل کر سکوگے۔ اور کامیاب ہو جاؤ گے ایک موہوم امر ہے پس

**ہماری جماعت کا کوئی فرد**

ایسا نہیں ہونا چاہیئے جو جھوٹی گواہی دے اور جماعت کا کوئی فرد ایسا نہیں ہونا چاہیئے جس کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ بد دیانت ہے۔ میں نے اس پر غور کیا ہے اور غور کرنے کے بعد میں نے

**قطعی طور پر فیصلہ**

کیا ہے۔ کہ اگر یہ ثابت ہو گیا کہ جماعت میں کوئی بد دیانت ہے۔ تو ایسے شخص کو جماعت میں نہیں رہنے دیا جائیگا۔ اور جس شخص کی بد دیانتی ثابت ہو جائیگی اسے

**جماعت سے خارج**

کر دیا جائیگا۔ اور اگر آئندہ کیلئے توبہ کرنیکی وجہ سے اسے معاف کیا جائیگا تو اسے سلسلہ کے کسی کام کا موقع ہرگز نہیں دیا جائیگا۔ اور جس طرح قرآن مجید نے فرمایا ہے۔ کہ جھوٹا الزام لگانیوالے کی گواہی نہ لی جائے۔ ایسے شخص کی گواہی قبول نہیں کیجائیگی۔ اور سلسلہ اسے مجرم اور غدار تسلیم کریگا۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ کہ ہمارا رحم بعض دفعہ ایسے شخص کو پولیس کے حوالے نہ کرے۔ اور اسکے متعلق انجمن میں ہی کارروائی کیجائے۔ مگر ایک شخص کے ساتھ رحم کرنیکے یہ معنے نہیں کہ قوم کی گردن پر چھری پھیر دی جائے۔ اگر اس پر ہمارا رحم اسے پولیس کے حوالہ کرنے سے گریز کریگا تو ہمارا قوم پر رحم اسے جماعت سے خارج کرنے سے گریز نہیں کریگا۔ پس اگر کوئی شخص بد دیانتی کریگا۔ یا اس کا جھوٹ ثابت ہو جائے گا

بچوں کی عقل چونکہ کم ہوتی ہے۔ اس لئے ان کے بارہ میں یہ قاعدہ ہوگا۔ کہ ان کا جو اہم جھوٹ پکڑا جائے۔ اس دونوں قسم کے لوگوں کو جماعت سے خارج کر دیا جائیگا۔ لیکن یہ ضروری ہوگا۔ کہ اگر کوئی شخص کسی پر بد دیانتی یا جھوٹ کا الزام لگاتا ہے۔ تو اسکو اپنا یہ دعویٰ قضا میں ثابت کرنا پڑیگا۔ یہ نہیں۔ کہ یونہی کسی کے متعلق کہہ دیا جائے۔ کہ یہ بددیانت یا جھوٹا ہے۔ بلکہ اس الزام کو ثابت کرنا ہوگا۔ مثلاً ایک شخص زید کا ملازم ہے۔ اور زید آکر کہتا ہے۔ کہ میرا یہ ملازم بد دیانت ہے۔ تو اسکو قضا میں اس کا بددیانت ہونا ثابت کرنا ہوگا۔ یا ایک شخص آ کر کسی کے متعلق کہتا ہے۔ کہ اس نے فلاں جھوٹ بولا۔ تو اس کو قضاء میں وہ جھوٹ ثابت کرنا ہوگا۔ اور جب قضائی طور پر اس کا بد دیانت یا جھوٹا ہونا ثابت ہوجائیگا۔ تو پھر سلسلہ اسکو یہ سزا دیگا۔ کہ اسے جماعت سے خارج کر دیگا۔ اور اگر سزا کے بعد اسے معافی بھی دی جائیگی۔ تو بعض شرطوں کے ساتھ دی جائے گی۔ تاکہ ہر شخص کو معلوم ہو جائے۔ کہ احمدی جھوٹ اور بد دیانتی کو برداشت نہیں کرتے۔ اور کہ احمدی جھوٹ بولنے والے نہیں ہوتے۔ سچے احمدی بد دیانت نہیں ہوتے۔ اگر ان میں سے کوئی ایسا فعل کرتا ہے۔ تو وہ ظاہر کر دیا جاتا ہے۔ کیونکہ جماعت انہیں ایسی سزا دیتی ہے۔ جس سے وہ ہمیشہ کے لئے مشہور ہو جاتے ہیں۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ جماعت کے نوجوان اپنے اخلاق کو درست کرنے کی کوشش کرینگے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ تم میں سے ہر فرد جھوٹ اور بد دیانتی کو مٹانے کی کوشش کریگا۔ جب تک ہم جھوٹ اور بد دیانتی کو مٹانے میں کامیاب نہیں ہونگے۔ اس وقت تک

### جماعت معیاری سکہ پر

پوری نہیں اتر سکتی۔ معیاری سکہ پر جماعت تبھی پوری اتر سکتی ہے۔ جب ساری کی ساری جماعت سچائی کے ساتھ مشہور ہو۔ اور جب ساری کی ساری جماعت بد دیانتی سے بالکل پاک ہو۔

### خدام الاحمدیہ کا دعویٰ

ہے۔ کہ ہم خدمت خلق کرتے ہیں۔ "الفضل" میں چھپتا رہتا ہے۔ کہ ہم نے خدمت خلق کا یہ کام کیا۔ فلاں کے کھیت کی منڈیر بنائی۔ فلاں کے کھیت کو پانی دیا۔ اور فلاں کا کھیت کاٹا۔ بے شک وہ بھی خدمت خلق ہے۔ لیکن یہ خدمت خلق نہایت ہی ضروری ہے۔ آیا خدام نے کبھی یہ خدمت خلق بھی کی ہے۔ میں ان کو اس خدمت خلق کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو غیر کی بھی خدمت ہے۔ اور اپنی بھی خدمت ہے۔ کہ سچائی اور دیانت قائم کی۔ میں نے بار بار خدام الاحمدیہ کو توجہ دلائی ہے۔ مگر اس وقت تک باوجود توجہ دلانے کے انہوں نے

### اخلاق کی درستی کی طرف

توجہ نہیں کی۔ یہ کہ کسی کے کھیت کو پانی دے دیا۔ یا منڈیریں بنا دیں۔ اس سے کیا بنتا ہے۔ اصل کام تو قوم کے اندر سچائی اور دیانت کو قائم کرنا ہے۔ جب وہ اس چیز کو قائم کرینگے۔ تو نہ صرف وہ ایک کھیت کو تباہ ہونے سے بچائینگے۔ بلکہ ہزاروں ہزار آدمیوں کو بچائینگے۔ جنہوں نے ان مکاروں کا شکار ہونا تھا۔ آخر

### بد دیانت آدمی

اپنا روپیہ نہیں کھاتا۔ دوسروں کا کھاتا ہے۔ اپنی بدنامی نہیں کرتا۔ بلکہ ساری قوم کی بدنامی کا موجب ہوتا ہے۔ پس قومی ترقیات تمام کی تمام دیانت اور سچائی کے ساتھ وابستہ ہیں۔ اور جس قوم میں یہ دونوں چیزیں نہیں پائی جاتیں۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی۔ ایک شخص کسی انگریزی فرم کو آرڈر دیکر گھر آجاتا ہے۔ اور اسے کسی قسم کا خطرہ نہیں ہوتا۔ اور اگر وہ کسی ہندوستانی فرم کو آرڈر دیکر واپس آتا ہے۔ تو اس کا دل گھٹتا رہتا ہے۔ کہ خبر نہیں پتھر یا کیا چیز بھیج دیں۔ اسی بد دیانتی کی وجہ سے ہندوستان کی ترقی رکی ہوئی ہے۔ جو دکاندار دیانتدار ہوگا۔ اس پر لوگ اعتبار کرینگے۔ اور بغیر کسی فکر اور ہچکچاہٹ کے اسکو آرڈر دے آئینگے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ کہ یہ کبھی ناقص چیز نہیں دیگا۔ پس

### قومی ترقی

امانت اور دیانت کی شہرت کے ساتھ ہوتی ہے۔ اگر تمام احمدی دیانتدار ہونگے۔ تو جہاں بھی کوئی احمدی دکاندار ہوگا۔ لوگ اس کے پاس جائینگے۔ کہ اس سے سودا اچھا ملتا ہے۔ چلو اس کے پاس چلیں۔ اور کہینگے کہ ہے تو کافر پر ہے دیانتدار اور سب سودا لوگ اس سے خریدینگے۔ لیکن اگر قادیان کا احمدی دوکاندار بھی ایک من آٹے میں سیر بھر مٹی ملا دیتا ہے۔ تو اس کے اندر وہ کونسی چیز ہے۔ جسکی وجہ سے لوگ احمدیت کی طرف توجہ کرینگے۔ اور جو چیز اس کو دوسرے دوکانداروں سے ممتاز کرنے والی ہے۔ میں نے خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع کے موقعہ پر خدام کو اس طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ وہ اسکی نگرانی کریں۔ انہوں نے کچھ دن کام بھی کیا تھا۔ مگر انہوں نے اس طرف پوری توجہ نہیں کی۔ اگر

### ہر خادم اس بات کا فیصلہ کرلے

کہ میں نے بد دیانتی کو مٹانا ہے۔ اگر اس کا باپ دوکاندار ہے۔ تو باپ سے کہدے۔ کہ تم کو بد دیانتی نہیں کرنے دونگا۔ اگر اس کے بھائی دوکاندار ہیں۔ تو بھائیوں سے کہدے۔ کہ میں تمہیں بد دیانتی نہیں کرنے دونگا۔ اگر اس کے دوست اور رشتہ دار دوکاندار ہیں۔ تو دوستوں اور رشتہ داروں سے کہہ دے۔ کہ میں تمہیں بد دیانتی نہیں کرنے دونگا۔ اگر اسکی بیوی دوکان کرتی ہے۔ تو بیوی سے کہہ دے کہ میں تمہیں بد دیانتی نہیں کرنے دونگا۔ اور اگر تم باز نہ آئے۔ اور اصلاح نہ کی۔ تو میں تمہارے خلاف گواہی دونگا۔ تو مجھے امید ہے۔ کہ اگر ہر خادم یہ فیصلہ کرلے۔ تو ایک گھنٹہ کے اندر اندر اس عیب کی اصلاح ہو سکتی ہے۔ اگر تمہارا بھائی تاجر ہے۔ اور وہ بد دیانتی کرتا ہے۔ اگر تمہارا باپ تاجر ہے اور وہ بد دیانتی کرتا ہے۔ اگر تمہاری ماں تاجر ہے۔ اور وہ بد دیانتی کرتی ہے۔ اگر تمہاری بیوی تاجر ہے اور وہ بد دیانتی کرتی ہے۔ تو یہ بد دیانتی اسی وقت تک ہے۔ جب تک ان کو یقین ہے۔ کہ تم ان کی محبت کی خاطر ان کی رپورٹ نہیں کروگے لیکن جب ان کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ تم ان کی محبت کی پروا نہیں کروگے۔ اور تم نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ اگر وہ بد دیانتی سے باز نہ آئے۔ تو تم اسکی رپورٹ کروگے۔ تو کیا ہو سکتا ہے۔ کہ وہ دوسرے منٹ میں بد دیانتی کریں۔ باپ کہیگا بیٹا پچھلا جانے دو۔ آئندہ میں کبھی بد دیانتی نہیں کرونگا۔ بھائی کہیگا۔ پچھلا معاف کردو۔ آج سے میں باز آیا۔ بیوی کہیگی۔ یہ قصور معاف کردو۔ آئندہ یہ حرکت نہیں کرونگی۔ پس جب تم یہ تنبیہہ کردوگے۔ اور ایسے موقعہ پر ان کی محبت کو قربان کردوگے۔ تو تم دیکھوگے۔ کہ ایک گھنٹہ کے اندر اندر بد دیانتی مٹ جائیگی پس

### قوم کی اصلاح

تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ بیٹے کی اصلاح باپ کے ہاتھ میں ہے۔ باپ کی اصلاح بیٹے کے ہاتھ میں ہے بھائی کی اصلاح بھائی کے ہاتھ میں ہے۔ بیوی کی اصلاح خاوند کے ہاتھ میں ہے۔ اور ماں کی اصلاح بیٹوں کے ہاتھ میں ہے۔ اگر تم اس طریق کو استعمال کرو۔ تو چند دن نہیں بلکہ ایک گھنٹہ کے اندر ساری قوم کی اصلاح ہو سکتی ہے۔

لیکن اگر تمہارا دوست دیکھتا ہے۔ کہ وہ بد دیانتی کریگا۔ تو تم اس پر پردہ ڈالوگے۔ اور جھوٹ بولوگے۔ تو تم اس کو بھی غرق کرتے ہو۔ اور آپ بھی غرق ہوتے ہو۔ کیا تم اسکو پسند کرتے ہو۔ کہ اسکی بد دیانتی پکڑی جائے۔ اور اس کی سزا میں اسے

### پانچ دس گالیاں یا دو چار تھپڑ

پڑیں یا تم اسکو پسند کرتے ہو۔ کہ اسکو لاکھ سال تک جلتی ہوئی جہنم میں ڈال دیا جائے۔ اگر تم پسند نہیں کرتے۔ کہ اسکو جہنم میں ڈالا جائے۔ تو تمہارا دوست ان پانچ دس گالیوں یا دو چار تھپڑوں سے اگر بچنا بھی چاہتا ہو۔ تو تمہارا فرض ہے۔ کہ تم اسکو گھسیٹ کر لاؤ۔ اور اسے تھپڑ اور گالیاں دلاؤ۔ تاکہ اس کی سزا اسی دنیا میں ختم ہو جائے۔ اور وہ خدا تعالے کی ناراضگی سے بچ جائے۔ ہاں اگر تمہیں خدا پر ایمان نہیں۔ اگر تمہیں جزا سزا اور دوزخ پر اعتبار نہیں۔ تو پھر بے شک تم اس شخص کو انسانوں کی سزا سے بچاؤ۔ کیونکہ تم سمجھتے ہو۔ کہ خدا کی کوئی سزا نہیں۔ اس سے بچنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ انسان کی سزا ہے۔ اس سے میں بچاتا ہوں۔ پس ایسی بے ایمانی کی صورت میں ہی ہو سکتا ہے۔ کہ تم اسکو سزا سے بچانے کی کوشش کرو۔ ورنہ

### قومی جرائم میں

کسی کی رعایت کرنا خطرناک چیز ہے۔ ہاں فردی خرابی میں پردہ پوشی کرنا بیشک اعلیٰ صفت ہے۔ ایک ایسا جرم ہے۔ جس کا زید یا بکر سے تعلق ہے۔ مثلاً زید سے کوئی غلطی ہوئی۔ یا بکر سے کوئی غلطی ہوئی۔ جس کا صرف ان کے ساتھ ہی تعلق ہے۔ تو ہمارا فرض ہے۔ کہ پردہ پوشی سے کام لیں۔ خدا تعالیٰ ان کے گناہ بھی معاف کرے۔ اور ہمارے گناہ بھی معاف کرے۔ مگر ایسا جرم جو قوم کے اخلاق بگاڑنے والا ہے۔ اور جس کا اثر ساری قوم پر پڑتا ہے۔ ہر شخص جو اس کا ارتکاب کرتا ہے۔ وہ بھی قوم کا دشمن ہے۔ اور ہر شخص جو اس پر پردہ ڈالتا ہے۔ وہ بھی قوم کا دشمن ہے۔ اور ہر وہ شخص جس کے دل میں اس جرم کو دور کرنے کی خواہش نہیں۔ وہ بھی

### قوم کا دشمن

ہے۔ پس آج سے تم یہ فیصلہ کرلو۔ کہ جھوٹ اور بد دیانتی کو مٹانا ہے۔ تم یہ کرکے دیکھ لو۔ اگر یہ دونوں چیزیں تم اپنے اندر پیدا کر لوگے۔ تو تم دیکھوگے کہ

### شدید سے شدید دشمن

بھی تمہاری تعریف کرنے پر مجبور ہوگا۔ اور اپنی ضرورتوں کے موقع پر وہ تم پر اعتبار اور اعتماد کریگا۔ پس میں جماعت کو آنے والے خطرہ سے جس کی الوصیت میں خبر دی گئی تھی آگاہ کرتا ہوں اور یہ نہیں کہ آگاہ کر دینے سے میں اپنے آپ کو اپنی ذمہ داری سے آزاد سمجھتا ہوں۔ بلکہ جبتک مجھے خدا تعالیٰ توفیق دے میں اپنی اس ذمہ داری کو پورے طور پر ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ اور میرا ہی نہیں بلکہ تم میں سے

### ہر شخص کا فرض

ہوگا کہ اس خطرہ سے آگاہ رہے جس کے متعلق آج سے ستائیس سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خبردار کیا تھا۔ اگر پھر بھی چور تمہارے گھر میں گھس آئے۔ تو تم سے زیادہ ابلہ کون ہوگا کہ خدا کے مامور نے ستائیس سال پہلے بتا دیا تھا کہ شیطان فلاں طرف سے آئے گا۔ مگر پھر بھی تم نے احتیاط نہ کی۔ اور اسے گھر میں گھسنے دیا پس اب بھی تمہارا فرض ہے کہ ہوشیار ہو جاؤ۔ اور کمر کس لو۔ اور قومی عزت کو بچانے اور قومی ناک کو بچانے کیلئے

### مجرموں اور غداروں کو نکال باہر کرو

خواہ وہ تمہارا باپ ہو۔ خواہ وہ تمہارا بھائی ہو۔ خواہ وہ تمہاری ماں ہو۔ خواہ وہ تمہاری بیوی ہو۔ اور خواہ وہ تمہارا دوست ہو۔ اور کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ کا سلسلہ نیک نامی اور اعلیٰ اخلاق کے ساتھ ترقی کرے۔ یاد رکھو قومی اخلاق اسی وقت غالب ہو سکتے ہیں۔ جب قوم غالب ہو۔ اور جب احمدیت غالب آئے گی۔ تو اس وقت ہمارے یہ اخلاق کام نہیں آئینگے۔ جو آج میرے اندر یا تمہارے اندر پائے جاتے ہیں۔ بلکہ وہ اخلاق کام آئینگے اور ان سے دنیا کی اصلاح ہوگی۔ جو اس وقت جماعت کے اندر پائے جاتے ہوں گے۔ میرے اندر جو اخلاق پائے جاتے ہیں۔ اس وقت یہ کام نہیں آئینگے۔ بلکہ اس شخص کے اخلاق کام آئینگے جو اس وقت جماعت کے سر پر ہوگا۔

### جب جماعت میں حکومت آئیگی

کیونکہ یہ کام اس نے کرنا ہے۔ کہ ان اخلاق کو تمام دنیا پر حاوی کرے۔ میں تو واعظ ہوں۔ سیاست میرے پاس نہیں۔ غلبہ مجھے حاصل نہیں۔ میرے پاس تو اتنی بھی طاقت نہیں۔ جتنی کم سے کم اقلیت کو حاصل ہے ہندوستان میں سب سے چھوٹی مینارٹی سکھوں کی ہے۔ مجھے تو اتنی بھی طاقت حاصل نہیں جتنی کہ سکھوں کو حاصل ہے۔ تو میرے اندر کتنے ہی بلند اخلاق ہوں وہ دنیا کی اصلاح میں کام نہیں آسکتے ہاں اس شخص کے اخلاق کام آئینگے۔ جو اس وقت جماعت کے سر پر ہوگا۔ جب جماعت کو غلبہ حاصل ہوگا میں تو وعظ کرتا ہوں۔ لیکن وعظ کیا قرآن مجید میں کم ہے۔ اچھے سے اچھا وعظ قرآن مجید میں موجود ہے اچھے سے اچھا وعظ حدیث میں موجود ہے اگر قرآن مجید اور حدیث کے وعظ نے کام نہ دیا تو میرا وعظ کیا کام دے گا۔ پس وہی اخلاق کام دیں گے جو اس وقت جماعت میں موجود ہونگے جب جماعت کو غلبہ حاصل ہوگا۔ اور جو اس شخص میں پائے جائینگے جو جماعت کے سر پر ہوگا۔ اس لئے اس وقت تک اخلاق کی درستی کا کام کرتے جاؤ۔ جبتک کہ جماعت کو غلبہ حاصل ہو۔ اگر اس وقت تک تم برابر اخلاق کو درست رکھتے گئے۔ تو جب غلبہ ملے گا۔ وہ غلبہ نیکی کا ہوگا۔ پس جماعت کی حالت کم از کم اسوقت تک نیک ہونی چاہیئے۔ جبتک یہ حالت قائم رہیگی اسوقت تک جماعت بڑھتی جائے گی۔ اور جب یہ حالت نہ رہے اور خرابی پھیل جائے۔ تو پھر ترقی رُک جاتی ہے۔ بغیر

### کسی مامور کے ذریعہ

سے ترقی حاصل ہو تو ہو۔ اس جماعت کے اخلاق سے نہیں ہو سکتی۔ پس ہمارا فرض ہے کہ ان اخلاق کو کم از کم اس دن تک جاری رکھیں جس دن کہ احمدیت کو غلبہ حاصل ہو۔ تاکہ یہ اخلاق ساری دنیا میں جاری ہو جائیں اور دنیا تسلیم کرے کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آکر ان اخلاق کو جاری کیا۔ اگر آج ہم نے ان اخلاق کو مار دیا۔ تو کل کو خراب اخلاق دنیا میں جاری ہونگے۔ اور جب جماعت میں حکومت آئیگی تو وہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حکومت نہیں ہوگی نہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت نہیں ہوگی بلکہ وہ شیطان کی حکومت ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ السلام اور آپکی جماعت کو اس لئے تو پیدا نہیں کیا کہ ان کے ذریعہ انسانوں کی گردنیں شیطان کے قبضہ میں چلی جائیں۔ پس ہمارا فرض ہے کہ اپنی قوم کے اخلاق کو درست رکھیں۔ اپنی اولادوں کے اخلاق کو درست رکھیں۔ اور وہ آگے

### اپنی اولادوں کے اخلاق

کو درست کرتے چلے جائیں۔ یہاں تک کہ یہ اخلاق رواج پا جائیں اور جب احمدیت کا غلبہ ہو۔ اور دنیا کی اصلاح کا کام احمدیت کے سپرد ہو۔ تو احمدیت دنیا کے اخلاق درست کر دے۔ اور دنیا تسلیم کرے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر شیطان کو شکست دینے میں کامیاب ہو گئے۔ اس کام کے لئے اگر ہماری راتوں کی نیندیں حرام ہو جائیں۔ ہمارے دنوں کا آرام اُڑ جائے۔ اور ہمارے دلوں کا چین اور سکینت کھویا جائے۔ تو یہ کوئی بڑی تکلیف نہیں بلکہ علیٰ حق ہوگا جو ہم نے ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے اور ان بلاؤں سے ہمیں اس سے زیادہ نجات دے جتنی کہ طاعون اور ہیضہ سے بچنے کی بندے تمنا رکھتے ہیں۔ آمین۔

## قادیان میں ظہور المصلح الموعود کے سلسلہ میں شاندار جلسہ

قادیان ۲۰ر فروری۔ آج صبح دس بجے مسجد اقصیٰ میں ظہور المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے سلسلہ میں مجلس خدام الاحمدیہ کے زیر اہتمام بصدارت جناب چوہدری فتح محمد صاحب سیال ایم۔اے ناظر اعلیٰ شاندار جلسہ منعقد ہوا۔ مسجد کے برآمدہ کی دیواروں کے ساتھ مصلح موعود کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے بعض فقرے بخط جلی پڑے پر لکھے ہوئے آویزاں کئے گئے۔ نیز ان ممالک کے نام بھی جن میں حضرت المصلح الموعود ایدہ اللہ کے زمانہ میں احمدی مبلغ پہنچے ہیں۔ سیدہ ام طاہر رضی اللہ عنہا کے مکان میں خواتین بھی کثیر تعداد میں جمع ہوئیں۔ اور ریڈیو کے ذریعہ تقریریں سنتی رہیں۔

### مکرم قاضی محمد نذیر صاحب کی تقریر

تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے اس موضوع پر تقریر کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مصلح موعود کی پیشگوئی کن حالات میں کی۔ آپ نے بتایا کہ یہ وہ زمانہ تھا۔ جب دشمن چاروں طرف سے اسلام پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ مسلمانوں پر غفلت اور جمود طاری تھا۔ وہ اسلام کی حفاظت کے لئے دشمن کے مقابلہ کی ہمت اپنے اندر نہ رکھتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ابھی کوئی دعویٰ نہ فرمایا تھا۔ اور آپکے ساتھ کوئی جماعت نہ تھی۔ آپ اکیلے ہی اسلام کی طرف سے مدافعت کی خدمت سرانجام دے رہے تھے۔ ان ایام میں اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق آپ خلوت میں اسلام کی سربلندی کے لئے دعائیں کرنے کے لئے ہوشیار پور تشریف لے گئے۔ اور اسلام کی ترقی کے لئے خدا تعالیٰ سے نشان رحمت کے طلبگار ہوئے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے آپ کو مصلح موعود کی خبر دی۔

### مکرم مولوی ابو العطاء صاحب کی تقریر

مولوی صاحب موصوف نے اپنی تقریر میں یہ بتاتے ہوئے کہ اس پیشگوئی کے وقت اسلام اور مسلمانوں کی کیا حالت تھی۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ خبر دی ہے کہ آخری زمانہ میں دجالی فتنہ زمین کے چپہ چپہ پر پھیل جائے گا۔ چنانچہ قرآن کریم کی اس پیشگوئی کے مطابق دجالی قوتیں دنیا پر پوری طرح چھا چکی تھیں۔ اور مسلمانوں کا ضعف انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ ان حالات کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دل گداز ہو گیا۔ اور آپ نے آستانہ الٰہی پر گر کر بہت دعائیں کیں۔ جیسے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے غار حرا میں دعائیں کی تھیں۔ کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شوکت کو مٹانے اور قرآن کریم کی عظمت کو مٹنے کے لئے پورا زور لگا رہے تھے۔ مسلمان بالکل شکستہ خاطر تھے اور ان کے راہنما اسلام کی طرف سے معذرتیں پیش کر رہے تھے۔ اور اسلام پر مغربیت کے اعتراضات کے آگے ہتھیار ڈالتے جاتے تھے اور ایسے وقت جبکہ کسی کو یہ خیال بھی نہ آسکتا تھا کہ اسلام پھر دنیا میں سربلند ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ہوئی۔ آپکے پاس کوئی طاقت نہ تھی۔ کوئی جتھا نہ تھا۔ آپ اکیلے ہی ایک بہادر اور غیور پہلوان کی طرح میدان میں نکلے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ کہ وہ کوئی ایسا نشان دکھائے جو مخالفین کے لئے صداقت اسلام کا نشان ہو۔ اور مسلمانوں کے دلوں میں یقین پیدا کرے۔ اور ان اعتراف شکست کی کیفیت کو بدلنے والا ہو۔ گویا یہ پیشگوئی مسلمانوں کے انتہائی ضعف کے وقت میں کی گئی۔

### مکرم مولوی شریف صاحب امینی

آپ نے بتایا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا۔ کہ وہ اسلام کو غالب کرنے کا انتظام آخری زمانہ میں کرے گا۔ اس کے لئے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ چونکہ یہ بھی خیال ہو سکتا تھا۔ کہ آپکے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے بے شک اسلام کو غالب کر دیا ہے۔ مگر آپکے بعد پھر اس پر وہی ضعف کی کیفیت طاری ہو جائے گی۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی۔ کہ آپ کو ایک ایسا فرزند دیا جائے گا۔ جو آپ کے مشن کی تکمیل کریگا۔ اور کہ وہ فرزند آپ کی صداقت نیز

اسلام کی شوکت اور عظمت کا نشان ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مخالفین اسلام کو چیلنج دیا۔ کہ اگر طاقت ہے۔ تو تم بھی اس جیسے کسی نشان کی پیشگوئی کرو۔

## حضرت مفتی محمد صادق صاحب

حضرت مفتی صاحب نے بتایا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں آپ کے صحابہ اس پیشگوئی کو بہت دلچسپی سے پڑھا کرتے تھے۔ اور سمجھتے تھے۔ کہ اس میں ایک ایسے شخص کی خبر دی گئی ہے۔ جو مکالمہ مخاطبہ الہٰیہ سے مشرف ہوگا۔ اور ہم سمجھا کرتے تھے۔ کہ مصلح موعود حضور علیہ السلام کے صاحبزادوں میں سے ہی ہوگا۔ نہ جیسا کہ آج مولوی محمد علی صاحب کہتے ہیں۔ کہ ہزار سال یا دو یا چار ہزار سال بعد ہوگا۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اس زمانہ میں مولوی محمد علی صاحب بھی وہی کچھ سمجھتے تھے۔ جو ہم سمجھتے تھے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو چھوٹی عمر میں ہی رؤیا و کشوف ہوتے تھے۔ اور میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کسی کتاب کے خالی اوراق پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے رؤیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلم سے لکھے ہوئے خود دیکھے تھے۔ پس ابتدائی زمانہ میں صحابہ مسیح موعود کا وہی خیال تھا۔ جو آج پورا ہوا۔

## مکرم مولوی خلیل احمد صاحب ناصر

مولوی خلیل احمد صاحب ناصر نے یہ بتاتے ہوئے کہ یہ نشان غیر مسلموں کے لئے کس طرح حجت ہے کہا کہ یوں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونیوالا ہر نشان ہی غیر مسلموں کے لئے حجت ہے۔ مگر یہ نشان خاص طور پر ان کے لئے بوجوہ ذیل حجت ہے۔

(۱) غیر مسلموں نے حضور علیہ السلام سے نشان طلب فرمایا۔ اور اس نشان کا وعدہ ان کے مطالبہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے کیا۔ (۲) خدا تعالیٰ نے خود فرمایا ہے۔ کہ یہ نشان غیر مسلموں کے لئے حجت ہوگا۔ (۳) غیر مسلموں نے اعلان کیا۔ کہ یہ پیشگوئی جھوٹی ہوگی۔ اور اس کے بالمقابل ان کی طرف سے جو پیشگوئی کی گئی تھی۔ وہ پوری ہوگی۔ مگر ان کی پیشگوئی غلط ثابت ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا تھا۔ وہ پورا ہوا۔ (۴) غیر مسلموں کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چیلنج کیا۔ کہ اگر ہو سکے۔ تو وہ اسکی مثل لائیں۔

## مکرم ملک عطاء الرحمٰن صاحب

ملک صاحب نے بتایا۔ کہ اس پیشگوئی سے قبل مخالفین اسلام اسلام پر حملہ آور ہو رہے تھے۔ مگر اب اسلام غیر مذاہب پر حملہ آور نظر آتا ہے۔ آپ نے بتایا۔ کہ اس پیشگوئی کے واقع ہونے سے اس کے ظہور تک تین دور ہیں۔ اول وہ زمانہ جب یہ پیشگوئی کی گئی۔ یہ وہ وقت تھا۔ جب عیسائیت پورے زور کے ساتھ دنیا پر اور بالخصوص ہندوستان پر حملہ آور ہو رہی تھی۔ ہندوستان میں ۱۸۸۲ء اور اس کے قریبی زمانہ میں یہ فتنہ پورے زوروں پر تھا۔ ۸۴ مختلف مشنری سوسائیٹیاں کام کر رہی تھیں۔ اور صرف چرچ مشنری سوسائٹی کے کام پر ۸۴ لاکھ روپیہ سالانہ خرچ کر رہی تھی۔ اور مختلف علاقوں میں لوگ لاکھوں کی تعداد میں عیسائی ہو رہے تھے۔ اسی طرح دیگر مذاہب اسلام کو مٹانے پر تلے ہوئے تھے۔ اور آریہ سماج اسلام کے خلاف اپنی تمام طاقت صرف کر رہے تھے۔

دوسرا دور وہ تھا۔ جب جماعت احمدیہ میں خلافت ثانیہ کا آغاز ہوا۔ اور اس میں ملکانہ تحریک شروع ہوئی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے اس کا مقابلہ کیا۔ اور اسے ناکام بنایا۔ یہ ایک ایسی کامیابی ہے جسے احمدیت کے مخالف بھی مانتے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے عیسائیت کے مختلف مراکز میں احمدیہ مشن قائم کئے۔ اور دنیا کے کونہ کونہ میں اسلام کا نام پھیلا۔ اور آخری دور اب ہے۔ جو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ پر مصلح موعود ہونے کا انکشاف ہونے کے بعد شروع ہوا ہے۔ جس میں دنیا کے تمام ممالک میں اسلام کی تبلیغ کے لئے مبلغین بھجوانے کا مکمل پروگرام حضور مرتب فرما چکے ہیں۔

## حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب

آخر میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے نہایت لطیف تقریر فرمائی۔ جس میں حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ تعالیٰ کے زمانہ کی مماثلت جنگ بدر کے زمانہ سے واضح کی۔ آپ نے فرمایا۔ بدر کا زمانہ رمضان ۲ھ سے رمضان ۳ھ تک ہے۔ اور یہ وہ زمانہ ہے۔ جس میں کفار کی قوت کی ہمیشہ کے لئے تباہی اور اسلام کے غلبہ کی بنیاد رکھدی گئی۔ آپ نے بتایا۔ کہ ۱۴ر مارچ کو ہی بدر کی لڑائی ہوئی۔ اور ۱۴ر مارچ کو ہی حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ سریر آرائے خلافت ہوئے۔ ۱۳ر مارچ کا وہ دن تھا جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کو جمع کر کے ان سے یہ مشورہ فرمایا۔ کہ بتاؤ ہمیں فیصلہ کن جنگ کفار سے لڑنی چاہیئے۔ یا نہیں۔ اسی طرح ۱۳ر مارچ ۱۹۱۴ء کو پورے ۱۲۹۱ سال بعد صحابہ مسیح موعود علیہ السلام بھی جمع ہوئے۔ تا اس امر کا فیصلہ کریں۔ کہ مصلح موعود خلیفہ بنے یا نہ بنے جنگ بدر کے متعلق اللہ تعالیٰ نے سورہ انفال میں فرمایا۔ ویرید اللہ ان یحق الحق ویقطع دابر الکافرین۔ لیحق الحق ویبطل الباطل ولوکرہ المجرمون۔ اسی طرح مصلح موعود کی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "کہ تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے۔ اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے...... اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے"۔ (تذکرہ صفحہ ۱۳۹ و ۱۴۰)

بدر کے متعلق اللہ تعالیٰ نے تین وعدے فرمائے ہیں۔ انی ممدکم بالف من الملٰئکۃ مردفین۔ پھر فرمایا۔ ان یمدکم ربکم بثلاثۃ الاف من الملٰئکۃ منزلین۔ اور پھر فرمایا۔ یمددکم ربکم بخمسۃ الاف من الملٰئکۃ مسومین۔ اور حضرت مصلح موعود ایدہ اللہ کے زمانہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے اسی طرح مدد فرمائی ملکانہ کی تحریک میں ایک ہزار رضا کار آگے آئے اور اس فتنہ کا سر ہمیشہ کے لئے کچل دیا۔ احرار کی شورش کے زمانہ میں خاص طور پر مقابلہ کرنے والوں کی تعداد تین ہزار تھی۔ اور تحریک جدید میں حصہ لینے والے پانچ ہزار ہیں۔ پھر فرمایا۔ قرآن مجید نے مسلمانوں اور کفار کی کسی جنگ کو فرقان کے نام سے نہیں پکارا۔ جس جس جگہ بھی مسلمانوں کو ایک فئہ اور کفار کو دوسرا فئہ کہکر ذکر کیا ہے۔ وہ تمام جنگ بدر ہی کے متعلق ہے۔ دوسری طرف جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس کشف کو دیکھتے ہیں۔ جس میں آپ کو ایک لاکھ فوج مانگنے پر پانچہزاری فوج دینے کا وعدہ کیا گیا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ "تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگرچہ پانچہزار تھوڑے آدمی ہیں۔ پر اگر خدا تعالیٰ چاہے۔ تو تھوڑے بہتوں پر فتح پا سکتے ہیں۔ اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ۔" (تذکرہ صفحہ ۱۸۱) پس یہاں بھی فئتان کا لفظ استعمال کر کے مصلح موعود کے زمانہ کو جس کے زمانہ میں یہ پانچہزاری فوج قائم ہوئی۔ بدر کے زمانہ سے مشابہت دے دی۔

صاحبزادہ صاحب کی تقریر کے بعد صاحب صدر نے اس امر پر خوشی کا اظہار کیا۔ کہ دوست قریباً چار گھنٹہ تک سکون کے ساتھ اس مجلس میں بیٹھے رہے ہیں۔ اس کے بعد دعا ہوئی۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔

جلسہ کے اختتام سے قبل حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب نے اعلان فرمایا تھا۔ کہ چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس پیشگوئی کے بارہ میں فرمایا ہے۔ "کہ خوش ہو اور خوشی سے اچھلو" تذکرہ اس لئے مجلس خدام الاحمدیہ نے عصر کی نماز کے بعد تعلیم الاسلام کالج کی گراونڈ میں ان کھیلوں کے مقابلہ کا انتظام کیا ہے۔ جو اچھلنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ چنانچہ وقت مقررہ پر ہائی جمپ۔ لانگ جمپ اور پول جمپ اور بعض اسی قسم کی اور کھیلیں بھی ہوئیں۔

حضرت نواب محمد علی خانصاحب رضی اللہ عنہ

# تازہ اور ضروری خبروں کا خلاصہ

واشنگٹن ۲۱ فروری - امریکن فوج جزیرہ آیوجیما کے ایک ہوائی اڈہ پر قبضہ کرنے کے بعد بڑھ رہی اور مضبوطی سے قدم جما رہی ہے امریکن فوج اب جزیرے کے ایک سرے سے دوسرے تک پہنچ گئی ہے۔ جاپانیوں نے سویاماچی میں پانسو فٹ بلند آتش فشاں پہاڑی پر ایک مضبوط مورچہ قائم کر رکھا ہے اسے بالکل کاٹ دیا گیا ہے۔ جاپانیوں کی شدید گولہ باری کے باوجود امریکن فوج کو برابر کمک پہنچ رہی ہے۔ منیلا کے جنوب میں بیرونی بستیوں پر برابر مقابلہ جاری ہے۔ کریجیڈور میں بھی دشمن کا صفایا کیا جا رہا ہے۔

کل پھر امریکن طیاروں نے ہندوستان کے اڈوں سے اُڑ کر ملایا پر زبردست حملہ کیا۔

لنڈن ۲۱ فروری - کریمیا کانفرنس سے واپسی پر مسٹر چرچل نے مسٹر روزویلٹ کو سکندریہ میں اس امر کا یقین دلایا کہ جرمنی کی شکست کے بعد برطانوی حکومت جاپان کے خلاف اپنی طاقت صرف کرے گی۔ اور اس دوران میں بھی زیادہ سے زیادہ مدد اس محاذ پر بھیجتی رہے گی۔

لنڈن ۲۱ فروری - جرمنی کے مشرقی محاذ پر مارشل کونیف کی فوج نے دریائے اوڈر کے ساتھ ساتھ بیس میل کے علاقہ میں جرمن مورچہ بندیوں کو بالکل توڑ دیا ہے۔ اب یہ فوج مارشل ژوکاف کی فوج کے بائیں بازو سے مل گئی ہے۔ اور گوبن کے شہر پر قبضہ کر لیا ہے۔ بریسلاؤ کی گھری ہوئی جرمن فوج کو روسیوں نے الٹی میٹم دیا تھا کہ ہتھیار ڈال دیں۔ مگر اس نے انکار کر دیا ہے

لنڈن ۲۱ فروری - مغربی محاذ پر تیسری امریکن فوج لکسمبرگ کی سرحد کے پاس سات جرمن شہروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور پچاس میل لمبے محاذ پر اڑھائی میل آگے بڑھ گئی ہے۔ شمالی محاذ پر گاؤش کے شہر میں دشمن کا قریب قریب صفایا کیا جا چکا ہے۔ یہ شہر دریائے ماس اور رائن کے درمیان ہے کیلیکا اور گاؤش کے درمیان جرمنوں نے کئی جوابی حملے کئے۔ جو سب روک لئے گئے

لنڈن ۲۱ فروری - نو سو طیاروں نے جن کے ساتھ سو فائیٹر بھی تھے۔ جنوب مغربی جرمنی میں نیورمبرگ پر حملہ کیا۔ جرمنوں کا بیان ہے کہ کل رات پھر اتحادی طیاروں نے جرمنی پر حملہ کیا۔

لنڈن ۲۱ فروری - ارل لائیڈ جارج بہت بیمار ہیں۔ ڈاکٹروں نے آپ کی بڑھتی ہوئی کمزوری پر تشویش کا اظہار کیا ہے۔ آپ گزشتہ جنگ عظیم میں برطانیہ کے وزیر اعظم تھے اس وقت آپ کی عمر ۸۲ سال ہے۔ پچھلے ماہ میں آپ ارل بنائے گئے تھے۔

دہلی ۲۱ فروری - سنٹرل اسمبلی میں کامرس ممبر سر عزیز الحق نے بعض سوالات کے جواب میں کہا کہ برما میں جو علاقہ آزاد کرایا گیا ہے۔ وہ جب تک فوجی کنٹرول میں ہے۔ پرائیویٹ تاجروں کو وہاں کاروبار کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ آپ نے کہا کہ اگلے سال ایک لاکھ ۵۰ ہزار سائیکل دیگر ممالک سے ہندوستان منگوائے جائیں گے۔

آج کا دن کانگرس پارٹی کی طرف سے تخفیف کی تحریکوں کے لئے وقف کیا گیا ہے۔ رام نرائن سنگھ صاحب نے ایک تحریک التواء اس لئے پیش کی کہ ریل گاڑیوں میں تیسرے درجہ کے مسافروں کی تکالیف پر بحث کی جائے۔

ماسکو ۲۱ فروری - جرمنوں نے مشرقی محاذ کے چار سو میل لمبے محاذ پر جوابی حملے شروع کر دیئے ہیں۔ اور ٹینکوں و فوجوں کی بھاری تعداد جنگ میں جھونک دی ہے۔ سٹالن گراڈ اور بوڈاپسٹ کی لڑائیوں کی نسبت بہت زیادہ سخت اور خوفناک لڑائیاں شروع ہیں۔ ہٹلر نے اس محاذ پر خود کمانڈ سنبھال لی ہے - اور جرمنوں نے تین شہر روسیوں سے واپس لے لئے ہیں۔ دو جرمن دستوں نے دریائے ڈسچولا کو بھی دوبارہ پار کر لیا ہے۔ چیکوسلواکیہ کے محاذ پر اتحادی فوجوں کو کچھ پیچھے ہٹنا پڑا۔ جرمن چپہ چپہ زمین کے لئے دیوانہ وار لڑ رہے ہیں۔ ماسکو میں تسلیم کیا گیا ہے کہ اگر جرمنوں کی مزاحمت اسی طرح رہی۔ تو وہ کچھ عرصہ کے لئے جنگ کا رُخ بدل دیں گی۔ جن شہروں کو روسیوں نے گھیر رکھا ہے ان کے گلی کوچوں میں گھمسان کا رن پڑ رہا ہے برلن کی طرف جانیوالی سڑکوں پر بھی جرمن تازہ دم فوجیں لے آئے ہیں - روسیوں کو کمک پہنچ گئی ہے۔ مگر اطالوی آنا کی طرف بھی روسی پیشقدمی رُک گئی ہے۔

لنڈن ۲۱ فروری - کامن ویلتھ ریلیشنز کانفرنس کے نمائندوں کے اعزاز میں لارڈ آسٹر نے ڈنر دیا۔ اس موقعہ پر آنریبل سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے پھر ایک تقریر کی - اور برطانیہ سے زور دار الفاظ میں اپیل کی کہ وہ ہندوستان کے مسئلہ کو فوری طور پر حل کرنے کی کوشش کرے۔ آپ نے کہا ہندوستان کا مسئلہ اس وقت بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے - اور اس کے حل پر ہی دنیا کے امن تہذیب اور مستقبل کا دار و مدار ہے - برطانوی حکومت کا یہ خیال بالکل غلط ہے کہ ہندوستان کے بارہ میں اپنی پالیسی کا اعلان کر کے اس نے اس ملک کو مطمئن کر لیا ہے۔

لنڈن ۲۱ فروری - سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ کل ٹوکیو پر عظیم ترین ہوائی حملہ ہوا اس سے قبل ایسی شدید بمباری نہ ہوئی تھی ہوائی لڑائیوں میں پانچ سو سے زیادہ جاپانی ہوائی جہاز گرا لئے گئے۔

واشنگٹن ۲۱ فروری - ایوجیما کے قلعہ بند جزیرہ میں بیس ہزار امریکن فوج اتر چکی ہے اور شیرہ نوشینگ بھی وہاں اتارے جا چکے ہیں جاپانیوں نے یہاں ایک ایک گز جگہ میں توپیں گاڑ رکھی ہیں - اور زمین دوز مورچے بنائے ہوئے ہیں۔ بہت سخت لڑائی شروع ہے اور امریکن طاقت دشمن سے زیادہ ہے۔

لاہور ۲۱ فروری - آل انڈیا سٹوڈنٹس کانگرس کے جنرل سکرٹری نے پنجاب کے طالب علموں سے پرزور اپیل کی ہے۔ کہ وہ کمیونزم کے خلاف جہاد کریں۔

لنڈن ۲۱ فروری - جرمن ریڈیو سے اعلان کیا گیا ہے کہ ہٹلر یوتھ آرمی کا چیف آف سٹاف جنگ میں زخمی ہو کر چل بسا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ برلن میں تمام غیر ملکی باشندوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ والنٹیر دستوں میں بھرتی ہو جائیں۔

لنڈن ۲۱ فروری - مسٹر چرچل اور مسٹر ایڈن تین ہفتہ کی غیر حاضری کے بعد کل واپس یہاں پہنچ گئے ہیں۔ جنگ کے آغاز سے اب تک مسٹر چرچل گیارہ بار مسٹر روزویلٹ سے اور چار بار مارشل سٹالن سے ملاقات کر چکے ہیں۔

لنڈن ۲۱ فروری - روس کے سرکاری اخبار نے سپین کے جنرل فرینکو پر سنگین الزام لگائے ہیں - اس نے لکھا ہے - کہ سپین نے اپنے تمام سیاسی و اقتصادی ذرائع جرمنی کے حوالہ کر رکھے ہیں۔ ہسپانوی مزدوروں کو جرمن کارخانوں میں کام کرنے کے لئے زبردستی بھیجا گیا۔ سپین کے تمام بحری اڈے جرمن آبدوزیں استعمال میں لا رہی ہیں - اور سپین کے والنٹیر روس کے خلاف لڑتے رہے ہیں - اور یہ کہ ہسپانوی سفیر دوسرے ممالک میں گویا جرمن جاسوس ہیں۔

کیپ ٹاؤن ۲۱ فروری - مارشل سمٹس نے ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ جنوبی افریقہ کے ہندوستانیوں کے خلاف نئے قوانین کی قانونی پوزیشن صحیح نہیں - اور ان کے متعلق قانونی مشیر غور کر رہے ہیں۔ اس غور و خوض کا نتیجہ نکلنے تک گورنر جنرل نے ان کی منظوری دینے سے انکار کر دیا ہے - گورنر جنرل کے مشیر قانونی کی رائے ہے کہ یہ تمام قوانین وضع کر کے نٹال پراونشل کونسل نے اپنے اختیارات سے تجاوز کیا ہے۔

لنڈن ۲۱ فروری - کریمیا کانفرنس سے واپسی پر سکندریہ میں مسٹر روزویلٹ کے ساتھ جاپان کی جنگ کے بارہ میں بات چیت کرنے کے بعد مسٹر چرچل ہوائی جہاز کے ذریعہ قاہرہ پہنچے - اور وہاں شاہ حبشہ سے ملے - مسٹر ایڈن آپ کے ساتھ تھے - پھر آپ نے شاہ ابن سعود مصر کے بادشاہ اور صدر جمہوریہ شام سے ملاقات کی - یہ گفتگو عرب ممالک کی فیڈریشن کے بارہ میں تھی - ان ممالک کے نمائندوں کی کانفرنس قاہرہ میں ہو رہی ہے۔

ماسکو ۲۱ فروری - مشرقی محاذ پر مارشل کونیف کی فوجیں صوبہ برنڈن برگ میں دس میل اور آگے بڑھ گئی ہیں اور اسی مقامات پر قبضہ کر لیا ہے - گوبن کے شہر سے جس پر قبضہ کیا گیا ہے برلن ستر میل دور ہے۔

دہلی ۲۱ فروری - آج سنٹرل اسمبلی میں کانگرس پارٹی نے ایک تحریک التواء اس امر پر بحث کرنے کی غرض سے پیش کی کہ ریلوے کی پرائیویٹ اسامیاں ہندوستانیوں کو دی جائیں یہ تحریک ۵۰ کے مقابلہ میں ۹۱ آراء کی کثرت سے منظور ہو گئی۔

لنڈن ۲۱ فروری - بارہ سو بھاری اتحادی طیاروں نے جرمنی میں ڈورٹمنڈ پر حملہ کیا جو مغربی مورچہ کی سپلائی لائن کا ایک بہت اہم مرکز ہے۔

واشنگٹن ۲۱ فروری - آیوجیما کے ایک تہائی حصہ پر امریکن قبضہ ہو چکا ہے - امریکن جنگی جہازوں نے یہاں ہزاروں مزید سپاہی